

لافران المحالية المح

سوره «العادیات» کا تفسیر و ترجمه

تصنیف: امین الدین « سعیدی - سعید افغانی»



بسمرالله الرحن الرحيم

سورةالعاديات

جزء (30)

سورہ عادیات مکی ہے اس کی « ۱۱» آیایتیں ہیں

وجم تسميم:

اس سورت کا آغاز عادیات پر حق تعالی کی قسموں سے ہوتاہے ، جس سے مراد "مجاهدین کے تیز رفتار گھوڑے هیں، جنہیں "عادیات "کهاجاتاهے۔ یه سوره جو مکی سورتوں میں سے ایک ھے، اس کے دونام ھیں: العادیات، اور "وَالْعٰدِيْتِ ضَبْعًا" ، سوره عاديات كو سوره عتاب يا كله يا سرزنش سے بھی مشہور ومعروف کیاگیاہے، الله تعالیٰ اس سورت کا آغاز جانور کی قسم کھاکر کرتاھے، اور اس سے مراد انسان کی ناشکری کا اظہار ھے، سورة العصر كے بعد اس سورت كا نزول هوا هے ـ

عادیات: جمع هے عادیه کا، اور لفظ "عدو" کے مادہ سے دوڑنے کے معنی میں ہے، گھوڑے کوبھی عادیہ کھتے ہیں، پس عادیات دوڑنے والے یا کوئی بھی چیز جو رفتار کے ساتھ راستے کا سفر طے کرتی ھے۔

اس سورت کا نام سورہ مبارکہ کے محور سے گھرا تعلق رکھتاھے، جو در حقیقت ان نعمتوں کے مجموعے کی بحث ہے جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو عطاکی ہیں ، جن میں سے ایک یه عادیات بھی ہے، کہ اگر حقیقت میں شکر ادا کیاجائے تو انسان کمال کو پہنچ جاتاھے، جبکہ ان نعمتوں کی ناشکری کی صورت میں انسان عیب، کمزوری اور پسماندگی

میں مبتلا ہوجاتاھے۔ سورة العادیات کے نزو ل کا وقت

اس سورت کے مکی یا مدنی ہونےمیں علماء کے درمیان اختلاف ہے، حضرت عبدالله بن مسعود ، جابر ، حسن بصرى ، عكرمه اور عطاء كهتے ھیں کی یه مکی سورتوں میں سے ھے، حضرت انس ابن مالک اور قتادہ کھتے ھیں که یہ مدنی ھے، حضرت ابن عباس سے دوقول منقول ھیں ، ایک یه که سورت مکی هے، اور دوسرا یه که مدنی هے، لیکن سورت کا مضمون اور انداز بیان صاف بتار ہاھے کہ یه نه صرف مکی ھے ، بلکه مکه کے بھی ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے ۔







الْف: سوره الزلزال كي آيت "وَآخُرَجَتِ الْأَرْضُ آثُقَالَهَا" اور اس سورت كي "إذَا بُعْثِرَمَا فِي الْقُبُورِ" كے درميان ربط اور مطابقت ـ

ب: پچھلی سورت کے آخرمیں نیکی اور بدی کے بیان کا ذکر تھا، یہ سورت انسان کی ناشکری، حق کی نعمتوں سے انکار اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کی مذمت کرتی ھے۔

اس سورت کی آیات ، الفاظ اور حروف کی تعداد

سوره عادیات کا ایک (1) رکوع، گیاره (11)آیتیں ، چالیس (40) الفاظ، ایک سو ستر (170) حروف اور انتہر (78) نقطے هیں.

(قرآن کی سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کی آراءمختلف ہیں، اس بحث کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے تفسیر احمد سورۃ الطور ملاحظہ کریں) سورة العاديات كي تمهيد

سورة عادیات میں خدا کی راہ میں مجاہدین کے گھوڑوں کے بارے میں بتایاگیاہے، جب وہ دشمن پر حملہ کرتے ہیں، تو ان سے ایک زور دار آواز سنائی دیتی ھے، پھر تیز دوڑتے ھوئے پتھروں کے ساتھ ان کے نعل کے ٹکرانے اور رگڑ سے آگ کی چنگاریاں نکلتی ہیں، آور گرد و غبار اٹھتاھے ، سورت کا آغاز حمله آور ہونے والے گھوڑوں پرقسم سے ہوئی ہے، یه الله تعالى كى بارگاه ميں ان كے فضل اور عزت كو ظاهر كرتاهے، قسم كها ئی ہے که انسان اللہ تعالی کی نعمتوں کا ناشکراھے ، وہ اس کی عنایات اور سخاوت کا انکار کرتاھے ، اور زبان حال وقال سے ناشکری اور انکار کا اظهار کرتاهر، یہ سورت انسان کی فطرت اور دولت سر اس کی شدید محبت اور لگاؤ پر بھی بحث کرتی ھے، اور یہ بتاتی ھے کہ آخر انسان کو حساب وکتاب اور سزا کے لیے اللہ تعالی کی بارگاہ میں واپس لوٹناہے پر سورت ختم ہوتی ھے، اور ظاہر کرتی ھے که دولت اور مقام فائدہ مند نہیں ھیں، بلکہ صرف نیک اعمال هی نفع بخش هیں۔

سوره مبارکه کا سبب نزول

بزار ، ابن أبى حاتم اور حاكم نر ابن عباس رضى الله عنه سر روايت كيا ھے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے سپاھیوں کا ایک گھڑ سوار دسته جهاد کے ایک میدان میں بھیجا، اور ایک مھینه انتظار کیا، لیکن ان کی طرف سے کوئی خبر نہیں آئی ، پہر یه آیات نازل هوئیں: "وَالْعٰدیٰتِ ضَبْعًا ١ فَالْمُوْرِيْتِ قَلْحًا ٥ فَالْمُغِيْرِتِ صُبْعًا ٥ فَأَثْرُنَ بِهِ نَقْعًا ٥٠ فَوسَطْنَ بِهِ جَمْعًا ٥٥ إِنَّ





الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُوُكُ ١٥ وَإِنَّهُ عَلَى ذَٰلِكَ لَشَهِينَ ١٠ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِينُ ١٨ افَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ٥٠ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّلُورِ ١٠ إِنَّ رَبَّهُمْ مِهِمْ يَوْمَبٍنٍ لِّخَبِيْرٌ ١١ " (بزار نے مسند 82/3 میں شمارہ 2291 "کشف" ، اور واحدی نے (اسباب النزول میں: صفحه 305)، ودارقطني نے (الأفراد: 3/633) شماره 2525 ـ اطراف الغرائب) اس کی تخریج کی ہے ؛ جس طرح کہ سیوطی نے(الدر المنثورمیں (8/99/8) اس کو ذکر کیاھے، آبن منذر، ابن أبی حاتم اور آبن مردویه نے آپنی تفسیر میں "احمدبنعبدلظبیعنحفصبنجمیع ثناسماكعنعكرمةعناس) سے اسے نقل کیاھے، حکم سند: ضعیف، (حفص بن جمیع ضعیف ھے) اس حدیث کے ضعیف ہونے کی ایک اور وجه یہ بھی ھے، سماک کی روایت عکرمه سے

مضطرب ھے سورة العاديات كر مشتملات

اگر اس سورت کے مشتملات پر توجہ دی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس سورت کے شروع میں جگانے والی قسموں کا ذکر کیاگیاہے ، اور اس کے بعد بنی نوع انسان کی بعض کمزوریوں جیسے : کفر اور دنیا پرستی کے بارے میں بات کی گئی ہے، اور آخر میں ایک مختصر اور واضح اشارہ ھے قیا مت کے بارے میں اور اللہ تعالی کا اپنے بندوں کے علمی احاطه پر سورت کا اختتام ہواھے۔

سورت کی مبارک آیات کی تقسیم

سورت کی پہلی تا آیت"5" میں اللہ تعالی کی طرف سے انسانوں کو عطا کی گئی عظیم نعمتوں کا تذکرہ ھے، اور توقع کی گئی ھے که انسان ان نعمتوں کا شکر ادا کریں ، لیکن حقیقت یه هے که اکثر انسان اپنی خواهشات، میلان اور تمناؤں کے تابع ہوکر اس طرف قدم نہیں اٹھاتے، بلکہ شکر گزاری کے بجائے کفر او رناشکری اختیار کرتے ہیں۔

آیت "6" پہلی پانچ آیات کا جواب ھے کہ اللہ تعالی نے بندے کو نعمتیں عطاکی ھیں اور بندے سے شکر گزاری کی توقع کی گئی ھے، لیکن ایسا نھیں ھے ، اور سورہ کی آیت "9" سے آخرتک مرنے کے بعد لوگوں کے دوبارہ زندہ ہونے اور ان کے ان اعمال کےظاہر ہونے کی طرف اشارہ ہے جنہیں وہ چھپاتے تھے، اور آنسان کی اعمال کی جزا آور سزا تک پہنچنے کی طرف بھی اشارہ ھے۔









بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورة الُعٰدِيٰتِ

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْعًا () فَالْمُوْرِيْتِ قَلْحًا ؟ فَالْمُغِيْرَتِ صُبْعًا ٥ فَأَثَرُنَ بِهِ نَقْعًا ٥٠ فَوسَطْنَ بِهِ بَمْعًاه إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُوْكُ وَوَإِنَّهُ عَلَى ذَٰلِكَ لَشَهِيْكُ ٥٠ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِينُكُ ٥٠ أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ٥٠ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ١٠ إِنَّ رَبَّهُمْ وَهِمْ يَوْمَمٍ إِلَّا كَيْرِيرُ ١١ ا

سورت کا ترجمہ

شروع کرتاھوں اللہ کے نام سے جوبڑا مھربان نھایت رحم والاھے	بِسْمِ اللهِ الرَّحْنِ الرَّحِيْمِ
نھایت رحم والاھے قسم ھے دوڑنے والے گھوڑوں کی ھانپ کر (جھاد کے میدان کی طرف بڑھتے ھیں)	وَالْعُدِيْتِ ضَبْعًا ١
پھر (اپنی ٹاپوں سے) چنگاریاں اڑاتے ہیں	فَالْمُوْرِيْتِ قُلْحًا ٢٥
پھر جو صبح کے وقت (دشمن پر) حملہ کرنے والے ھیں	فَالْهُغِيْرُتِ صُبْحًا ٣٥
پھر اس موقع پرگرد وغبار اراتے ہیں	فَأَثَرُنَ بِهٖ نَقْعًا ۗ م
پھر اسی حالت میں کسی مجمع کے اندر جاگھستے ھیں	فَوَسَطْنَ بِهِ بَهْعُلَاهِ ۞
حقیقت یه هے که انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکراهے	ٳؾۧٲڵڒؚڹ۫ڛٲؽڶؚڗؾؚ؋ڶػۘڹؙٷڴۥ۞
اور وہ خود اس پر گواہ ہے	وَإِنَّهُ عَلَى ذٰلِكَ لَشَهِيْكًا ۥ ۞
اور وہ مال و دولت سے بہت زیادہ محبت کرنے والاھے	وَإِنَّهُ كِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْكُ ٥٠
کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا کہ جو (مردے) قبروں میں ہیں وہ باہر نکال لیے جائیں گے	آفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ٥٠
اور جوکچھ سینوں میں ہے ظاہر کردیاجائے گا	وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّلُورِ ١٠)
بیشک ان کارب اس دن ان کے متعلق یقینًا خوب خبر رکھنے والاھے	اِنَّ رَبَّهُمْ مِهِمْ يَوْمَدِنٍ لِّخَدِيْرٌ ١١٥











"الُغْرِيْتِ" عَادِيَه كى جمع، سربِتْ گهوڑے، اس سے مراد كوئى بھى ايسى سواری ، اور اسباب ہیں جو الله تعالی کی راہ میں اور اس کے احکام کو بجالانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، یعنی: غازیوں کے گھوڑے جو تیزی سے دوڑتے ہیں، "ضبعًا" تیزدوڑتے ہوئے گھوڑوں کے ہانپنے کی آواز، "الموريات" مُوْرِيَةٌ كي جمع ، چقماق كے پتهر كو ايك دوسرے پر مارنا، یهاں به معنی اسم فاعل ہے، "قَدْحًا" حال ہے ، "قادحات" اسم فاعل کے طور پر بھی ذکر کیا گیاہے اور حال ھے، مراد پاؤں کے سموں کو زمین کے پتھروں

"الْمُغِيرَاتِ" مُغيره كى جمع، حمله كرنے والے، مغيرات : أغاره كے ماده سے ھے، جس کا مطلب ھے کسی چیز کو اونچی جگه سے نیچے جگه پر اتارنا، اس لیے "أغاره" کے معنی حمله کرنے کے هیں، "صُبْحاً " صبح کے وقت، مفعولٌ فیه هے، اور أُسے به معنی اسم فاعل (مُصْبِحَات) بهی ذکر کیاگیاهے، اسے زمانہ حال میں شمار کیاہے، صبح: جب سورج طلوع ہوتاہے اور اس کی روشنی چارسو پھیل جاتی ھے۔

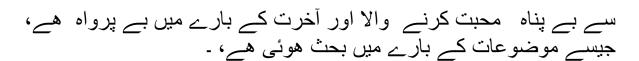
"أثری انہوں نے بیدار کیا، اٹھا یا، یه باب افعال ہے "إثارة" کے مصدر سے هے ، اس کا مادہ "ثور" هے، (ملاحظه فرمائیں، سورہ بقرہ: 71 ، سورہ روم: 9 اور 48، سوره فاطره: 9)۔

"وَسَطْنَ" بيچ ميں گئے، بيچ كى طرف بها گے، "الانسان " اس سے مراد وه انسان ھے جس کی پرورش علم الٰھی کی روشنی میں نھیں ھوئی، اورانبیاء کی تعلیمات اس کے دل میں جاگزیں نہیں ہوئیں، اور اس نے آپ کو سرکش جبلتوں اور خواهشات کے حوالے کر دیاهے، "لکنود" ، "گنَدَ" کے مادہ سے ھے، یعنی: خیر کے بغیر، خیرسے محروم ہوگیا، مبالغه کے لیے ھے، بهت ناشکری کرنے والا، حق سے نا آشنا اور بے خبر، "بُعُثِر" باہر لایاگیا، اور زنده هوا (سوره انفطار: 4) "حُصِّل" هاته میں لگا، جمع هوا ، "خبیر" آگاه، باخبر. (منقول: تفسير نور).

مختصر تفسير:

سوره هذا کی مبارک آیات میں: انسان خدا کی نعمتوں کا منکر، مال و دولت





نیتِ ضَبْعًاٰ ۱۰ فسم ھے دوڑنے والے گھوڑوں کی ھانپ کر (جھاد کے میدان کی طرف بڑھتے ھیں)

یعنی: یهی دوڑنے والے هیں جو اپنے تیزاور جارحانه دوڑ سے اپنے سینوں سے تیز آواز نکالتے هیں، یه ان کے تیز و تند دوڑنے کی دلیل هے، اور یهی هیں که جب ان کے کهر پتهر سے ٹکراتے هیں تو چنگاری اڑتی هے، اور اور یهی هیں جو صبح کے وقت حملے کے لیے استعمال هوتے هیں، اور یهی هیں که جو تیز دوڑنے کی وجه سے گردوغبار اڑاتے هیں، اور یهی هیں جو مخالف صفوں میں گهس کر انہیں چیر دیتے ہیں۔

ابن عباس ی فرماتے هیں: گهوڑا جب دوڑتاهے تو اس وقت اح، اح کی آوازیں سنائی دیتی هیں، اسے "ضبح" کهتے هیں، مفسر ابو سعود کهتے هیں؛ الله تعالی نے مجاهدین کے گهوڑوں کی قسم کہائی هے که جب وہ دشمن پرحمله کرتے هیں تو ان کے حلق اور ناک سے ایک تیز آواز سنائی دیتی هے (ابوسعود: 280/4)۔

علماء کے نزدیک "عادیات" کے دومعنی هیں:

1 - اونك

2 - دوڑنے والے گھوڑے -

تفھیم القرآن کے مفسر اس مبارک آیت کے تحت لکھتے ھیں: آیت کے الفاظ میں یہ تصریح نہیں ھے کہ دوڑنے والوں سے مراد گھوڑے ھیں، بلکه صرف و الْغریٰتِ (قسم ھے دوڑنے والوں کی) فرمایا گیاھے، اسی لیے مفسرین کے درمیان اس باب میں اختلاف ھواھے که دوڑنے والوں سے مراد کیاھے، صحابہ وتابعین کا ایک گروہ اس طرف گیاھے که اس سے مراد گھوڑے ھیں، اور ایک دوسرا گروہ یہ کھتاھے که اس سے مراد اونٹ ھیں، لیکن چونکه دوڑتے ھوئے وہ خاص قسم کی آواز جسے ضبح کھتے ھیں، گھوڑوں ھی کی شدت تنفس سے نکلتی ھے، اور بعد کی آیات بھی جن میں چنگاریاں جھاڑنے اور صبح سویرے کسی بستی پر چھاپہ مارنے اور وھاں گرد اڑانے کا ذکر آیا ھے، گھوڑوں ھی پر راست آتی ھیں، اس لیے اکثر محققین نے اس سے مراد گھوڑے می لیے ھیں، ابن جریر کھتے ھیں: دونوں اقوال میں سے یہ قول ھی قابل ترجیح ھے که دوڑ نے والوں سے مراد گھوڑے ھیں، کیونکہ اونٹ ضبح نہیں کرتا، گھوڑا ھی ضبح کیا

کرتاھے، اور اللہ تعالی نے فرمایاھے کہ ان دوڑنے والوں کی قسم جو دوڑتے ھوئے ضبح کرتے ھیں". امام رازی کھتے ھیں کہ " ان آیات کے الفاظ پکار پکار کر کھہ رھے ھیں که اس سےمراد گھوڑے ھیں، کیونکہ ضبح کی آواز گھوڑے کے سوا کسی سے نہیں نکلتی ، اور آگ جھاڑنے کا فعل بھی پتھروں پر کھروں کی ٹاپ پڑنے کے سوا کسی اور طرح کے دوڑنے سے نہیں ھوتا، اسی طرح صبح سویرے چھاپہ مارنا بھی دوسرے جانوروں کی به نسبت گھوڑوں ھی کے ذریعہ سے ھوتاھے "۔

قرآن کی قسمیں

قرآن کریم میں مجموعی طور پر چوالیس سورتوں میں ، ایک سو چار آیات میں ایک سواٹھارہ جگہوں پر قسم کھائی گئی ھے، قرآن مجید میں تینتیس سورتوں میں خالق کائنات کی چھیانوے (۹۶) قسمیں ھیں، ان میں سے تیئیس (۲۳) سورتوں میں سورت کا آغاز قسم سے ھے ، اور دونوں قسمیں نبی کریم صلی الله علیه وسلم کی زبان مبارک سے قیامت کے دن کے اثبات اور اس دن انسان کے اعمال کے حساب وکتاب کے بارے میں آئی ھیں، او ر چارقسمیں حضرت یوسف کے بھائیوں کی طرف سے ھیں، ایک قسم جادوگروں کی جو فرعون کے لیے کھائی که موسی پر غالب آئیں گے ، ایک اور قسم شیطان کی ھے جو خدا کے غیر مخلص بندوں کو گمراہ کرنے کے بارےمیں ھے، اور پندرہ قسمیں مشرکین، منافقین اور قیامت کے منکرین کی ھیں (تفسیر کبیرصفحہ: 23 اور 24)۔

سوگند (sawgand) اصل میں سوکنته (sawgand) ماچس کے معنی میں ھے، اور قسم کھانا ماچس کھانے کا معنی دیتاھے، که یه گنهگار کو بے گناه سے فرق کرنے کا ایک طرح کا امتحان تھا، پرانے زمانے میں ماچس کے ملا وٹ والا پانی ملزم کو پلاتے تھے، اور اس کے اثر سے یه طے کرتے تھے که وہ مجرم ھے یا بے گناه، پھر بعد والے زمانے میں یه قسم کی جگه استعمال ھواھے، (فرھنگ عمید، جلد2، صفحه: 1485) ۔ قسم ایک اقرار اور اعتراف ھے جو ایک شخص اپنی عزت پر کھاتاھے، خدا یا کسی کو گواہ بناتاھے (فرھنگ فارسی معین، ڈاکٹر معین، جلد 2 صفحه : 1956)۔

عربی زبان میں لفظ "قسم" اور اس کے تمام مشتقات فارسی زبان میں لفظ "سوگند" کے مترادف ہیں، اور قسم کو اس لیے قسم کہاگیا ہے کہ یہ کلام کو دوحصوں میں تقسیم کرتاھے، که صحیح کو غلط اور نادرست کو درست سے الگ کرتاھے، جبکہ اصطلاح میں قسم ایک جملہ ھے جس کے ذریعے دوسرے جملے کی تاکید ہوتی ھے، (مغنی اللبیب ابن ہشام: صفحه 56)۔ شیخ محمد عبدہ قرآنی قسموں کے بارے میں کہتے ہیں: "جب آپ ان تمام

چیزوں پر توجہ دیں گے جن کی قرآن میں قسمیں کھائی گئی ھیں تو آپ دیکھیں گے کہ کچھ لوگوں نے ان چیزوں کے فوائد سے ناواقفیت کی وجہ سے ان کا انکار کیا یا انہیں حقیر جانا، مختصر یہ کہ وہ ان کی تخلیق کی حکمت سے غافل تھے، اور ان قسموں نے ان سب کا جواب دیا اورلوگوں کو شک وتردید، فریب اور غفلت سے نکالا، اور ھرمخلوق کی کامیابی کو صحیح طور پر ظاھر کیا". اعمال خیر کی تعظیم وتکریم کے لیے لوگوں کو ان کے کرنے کی ترغیب ملی، ان میں سے "وَالُعٰرِیٰتِ ضَبُعًا" ترجمہ: قسم ھے دوڑنے والے گھوڑوں کی ھانپ کر (جھاد کے میدان کی طرف بڑھتے ھیں)۔

دوسری طرف، قرآن کی قسمیں دنیا کے مسائل او رمخلوقات کی گھرائی میں انسانی فکر اور تحقیق کی رہنمائی کا بہترین ذریعہ ہیں، تاکہ ان کوششوں اور درستگی کے ذریعے علوم او ردانش کے دروازے انسانی معاشرے کی طرف کہل سکیں، طنطاوی کے مطابق: "قرآن کی قسمیں علم کی کنجیاں ہیں" (الجواہر طنطاوی، جلد 25، صفحہ 258 ابوالقاسم رزاقی کی قرآن کی قسموں سے منقول)۔

فَالْمُوْرِيْتِ قَدُّكُ اللهِ الرَّاتِ هيں اللہِ اللّٰ اللّٰ

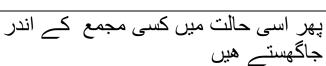
میں قسم کھاتاھوں نعل سے آگ نکالنے والے گھوڑوں کی، جو اپنی تیز رفتاری اور شدّت کی وجه سے اپنے کھر سے چنگاریاں اڑاتے ھیں یعنی اپنی ٹاپوں سے شرارے جھاڑتے ھیں۔

چنگاریاں جھاڑنے کے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ گھوڑے رات کے وقت دوڑتے ہیں، کیونکہ رات ہی کو ان کے ٹاپوں سے جھڑنے والے شرارے نظر آتے ہیں (تفہیم القرآن)۔

پھر صبح کے وقت حملہ کرنے والوں کی، کہ صبح کے وقت (دشمن پر) حملہ آور ہوتے ہیں ، مفسر آلوسی کہتے ہیں کہ: حملوں میں یہ معمول ہے، وہ رات کو حملہ کرتے تھے کہ دشمن کو پتہ نہ چلے، اور صبح کے وقت چہاپہ مار کار روائیوں کا آغاز کرتے تھے، تاکہ و ہ دیکھیں کیا لاتے ہیں اور کیا چھوڑ جاتے ہیں (روح المعانی: 215/30)۔

فَأَثَرُنَ بِهِ نَقُعًا ﴿ ﴾ پهر اس موقع پرگرد وغبار اراتے هيں

یعنی: وہ دوڑتے ہوئے دھول اڑاتے ہیں ، اور اپنی تیز رفتاری سے مٹی کو ہوا میں اچھالتے ہیں، اس لیے کہ ان کی رفتار کافی تیز ہے، اور اپنے قدموں کو سختی سے زمین پر مارتے ہیں۔



فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًاهُ

پھر وہ دشمن کے لشکر کے بیچ میں گھس کر ان کا محاصرہ کرتے ھیں، اور دشمن کو غفلت میں رکھ کر ان کے بیچ میں داخل ھوتے ھیں تاکہ دشمن کو ان سے مقابلے کا موقع نہ ملے، خداتعالی نے ان تین چیزوں کی قسم کھائی ھے، تا کہ مجاھدین کے گھوڑوں کا مقام اور مرتبہ بتادے جو کہ تیزی سے دشمن پر حملہ آور ھوتے ھیں، اور ان کے کھروں سے آگ کی چنگاریاں اڑتی ھیں، اور صبح ھوتے ھی دشمن پر حملہ کرتے ھیں، اور گردوغبار اڑاتے ھیں، اور دشمن کے بیچ میں جگہ بناتے ھیں، اور ان کو پریشان اور افراتفری کا شکا ربناتے ھیں، اللہ تعالی میدان جنگ میں ان گھوڑوں کی خصوصیات ذکر کرنے کے بعد انسان کی سرزنش کرتاھے کہ اے انسان! تو ناشکراھے، اللہ تعالی کی بے شمار نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا ہے۔

حقیقت یه هے که انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکر اهے

ٳڽۧٵڷٳڹؙڛٲؽڸڗؾؚ؋ڶػؘڹؙۅٛڴڗ۞

وہ خدا تعالی کے احسان سے چشم پوشی کرتاھے اسے بھول جاتاھے اور اپنے رب کے نعمتوں کی ناشکری کرتاھے، یعنی: اس کا شکر بالکل معمولی ساھے یا پھر نه ھونے کے برابر ھے، جب که الله تعالی اس سے نعمتوں کے بدلے شکر گزاری چاھتاھے۔

"كنود" اس آدمى كو كهتے هيں جو بهت زياده انكار كرنے والا اور نعمتوں كى ناشكرى كرنے والاهو، حسن بصرى كنود كے معنى ميں كهتے هيں: كنود سے مراد وہ شخص هے جو مصيبتوں كو ياد كركے نعمتوں كو بهول جاتاهے، حضرت ابن عباس نے كها: لكنود كا معنى هے الله تعالى كى نعمتوں كا انكار كرنے والا، حضرت حسن بصرى أنے بهى يه كهاہے كه، وہ مصائب كو ياد كرتاهے اور نعمتوں كو بهول جاتاهے۔

ابوبکر واسطی نے کھا: جو اللہ تعالی کی نعمتوں کو اسکی نافر مانی میں خرچ کرے، وہ "کنود" ھے ، اسی طرح ابو عبیدہ نے کھاہے کہ: کنود بمعنی قلیل الخیر ، اور ارض کنود شور (تھوروالی) زمین جس میں کچھ پیدا نه ھو، (تفسیر مظھری: جلد7 ص:467)۔

ترمذی نے کھا: جو آدمی نعمت کو دیکھے اور نعمت دینے والے کو نه دیکھے وہ "کنود" ھے، اس قول کے مطابق اس کا معنی ناشکری ھے که اوپر اس لفظ کا ترجمه ناشکرا کیا گیاھے۔

آیت مبارکہ "وَالْعٰرِیْتِ ضَبُعًا" میں هم نے ملاحظہ کیا کہ: جہاد اور دفاع اس قدر قیمتی هیں که اللہ سبحان وتعالی مجاہدین کے گھوڑوں کی سانس کی

قسم کھاتاھے، آیت مبارکہ میں ھم نے دیکھاکہ گھوڑے اللہ کی راہ میں دوڑتے ھیں، جبکہ انسان اللہ تعالٰی اور رسول صلی اللہ علیه وسلم کے حکم کی تعمیل میں ضد اور سرکشی کا مظاهرہ کرتا ھے۔

وَإِنَّهُ عَلَىٰذَٰلِكَ لَشَهِیْنُّہُ۞ اور وہ خود اس پر گواہ ہے

یعنی انسان کا ضمیر اس سے باخبر ہے، یہاں تک که جن معاملات میں وہ بهانه تلاش کرتاهے یاعذر کرتاهے وہ خود جانتاهے که کیا کررهاهے، "شهید" شَهِدَ کے مادہ سے ہے، وہ شخص جو حاضر ہو اور کسی کام کی نگرانی

لفظ "لَشِهِيدً" كے بارے میں علماء كى رائے:

- 1 انسان اپنے کاموں میں کوتاھی پر خود گواہ ھے که وہ شکر ادا نھیں کر تا ۔
 - 2 الله تعالى جانتاهے كه اس كے بندے شكر گزار نهيں هيں -

الله تعالى كا اعلان هے كه وه انسانى روح ميں موجود چيزوں سے باخبر هے، اور ان پر گواہ ہے، جس طرح انسان اپنے اعمال قول وفعل کاگواہ ہے ، اسی طرح وہ نعمتوں کی ناشکری ، نعمتوں کے انکار اور اللہ تعالی کے دیے ہوئے عطایا کے انکار پربھی گواہ ھے۔

یعنی: اپنی ناشکری کا خود گواه هر اور به زبال حال و قال اپنر خلاف یه گواهی دیتاهے، اس لیے که اس ناشکری کا اثر اس پر ظاهر هے، قتاده اور سفیان ثوری کھتے ھیں کہ: اس کامعنی یہ ھے کہ: "الله تعالی اس ناشکری

اور وه مال و دولت سر بهت زیاده محبت كرنے والاھے

وَإِنَّهُ لِحُتِ الْخَيْرِ لَشَدِيْكُ ٥٠

اور اسے جمع کرنے میں دلچسپی رکھتا ھے، اسے دنیاوی چیزوں سے لگاؤ ھے، مال ودولت سے محبت کرنے والا اور دنیا کا عاشق ھے، اور اسے دولت وثروت جمع کرنے کا لالچ ہے، اس کے برعکس عبادت کا شوق، اور نعمتوں کی شکر گزاری میں اس کی دلچسپی بھت کم ، بلکہ نہ ہونے کے

یه خدا کے قسم کھانے کی ایک اور صورت ھے، اور انسان کی دوسری صفت "كنود" هے، يعنى ايسا انسان مال سے بهت زياده محبت كرنے والا اور بخیل ہے، اور وہ خیرات ، زکوۃ اور نفقہ نہیں دیتا ، اس کا خیر کسی کو نهیں پہنچتا، نه کسی کو مالی نہ اخلاقی فائدہ پهنچاتاهے۔

الله تعالى نے دولت كو خير كهاهے، ايك عام اصطلاح كے طور پر جو لوگوں میں مشہور ہے، که مال "خیر" ہے، یعنی اس کے ذریعے انسان

کو بہت ساری نیکیاں نصیب ہوتی ہیں ، اگر اسے اللہ کی رضا کی راہ میں خرچ کرے ۔

یادر ھے کہ: اس میں شک کی کوئی گنجایش نھیں کہ: مال میں دلچسپی انسان میں ایک فطری امر ھے، لیکن جو چیز قابل مذمت ھے وہ انتھائی اور ضرورت سے زیادہ محبت اور دلچسپی ھے جس میں ایک طرف انسان ھر طرح کی آمدنی اور دولت کے حصول میں مشغول رھتاھے، اور دوسری طرف الله تعالی کی طرف سے واجب کیے گئے حقوق ادا نھیں کرتا۔

مفسرین نے اس آیت کے مفہوم کے بارے میں دوقول بیان کیے ہیں، ایک یہ کہ انسان کو پیسے کا بہت زیادہ شوق ہے، دوسرا یہ کہ پیسے کی محبت کی وجہ سے وہ لالچی اور کنجوس ہے، مفسر ابن کثیر کہتے ہیں: "دونوں معنی صحیح ہیں" لہذا دونوں پہلوؤں کا خلاصہ یہ ہے کہ: انسان دولت کی محبت میں حد سے تجاوز کرتاھے، اور اس کے حاصل کرنے میں سخت محنت کرنے والا، اور اس کے ذخیرہ کرنے میں بہت مستعد ہوتاھے کہ ہاتھ اور پاؤں میں فرق نہیں کرتا، مذکورہ بالا آیات سے درج ذیل نکات اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

1 - حرف "ف" کے ساتھ پانچ قسمیں مربوط ھیں، جس سے معلوم ھوتاھے کہ یہ سب ایک ھی جنس سے ھیں، یعنی یہ دوڑنے والے ھی ھیں جو تیز دوڑ نے سے اپنے سینوں سے ایک سخت آوازنکالتے ھیں، جو ان کے تیز دوڑ نے کو ظاھر کرتی ھے، اور یھی ھیں کہ جب ان کے کھر اور نعل کسی پتھر سے ٹکراتے ھیں تو آگ کی چنگاریاں اڑتی ھیں، یھی ھیں جن کو صبح سویرے حمله کرنے کے لیے چُناگیاھے، اور یھی ھیں کہ تیز دوڑ نے کی حالت میں گرد و غبار اڑاتے ھیں، اور یھی ھیں کہ دشمن کی صفوں میں گھس کر کار روائی کر تے ھیں۔

اس طرزبیان سے واضح ہوتاہے کہ جن مفسرین کے نزدیک ان تیز دوڑنے والوں سے مراد صرف گھوڑے ہیں، ان کا استدلال ہے کہ کسی بھی دوسرے دوڑنے والوں پر یہ خصوصیات درست نہیں آتیں، البتہ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مراد دور جاہلیت میں عربوں کے بے وقت حملے ہیں۔

2 - مذکورہ بالا قسموں کا جواب یہ ھے کہ: یقینًا آنسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ھے، (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: تفسیر جلوہ ھای از اسرار قرآن: حکمتیار)۔

قرآن عظیم میں متعدد آیات میں بعض ناشکرے بندوں کی صفات بیان کی گئی هیں، جو مصیبت کے وقت اللہ کی یادمیں مشغول رہتے ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں، لیکن خوشحالی اور نعمت کے وقت یا مصیبت رفع ہونے کے بعد اللہ سے منه موڑتے ہیں اور اسے بھول جاتے ہیں۔

قرآن مجید کی آیات: "63 اور 64" سورہ انعام میں اللہ تعالی فرماتا ھے: "قُلُ مَن یُّنَجِّیکُمُ مِّن ظُلُہتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَلْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَّخُفَیّةً ﴿ لَئِن اَنْجُدَا مِن هٰنِهٖ لَنَکُونَیّ مِن الله یَنجِیکُمُ مِّن ظُلُہتِ الْبَرِیْنَ الله یُنجِیکُمُ مِّنهَا وَمِن کُلِّ کَرْبِ ثُمَّ اَنْتُمُ تُشْرِکُونَ ۱۰۰ " ترجمه: "کھو بھلا الشّکرِیْنَ ۱۰۰ قُلُول اور دریاؤں کے اندھیروں سے کون چھٹکارا دیتاھے (جب) که تم اسے عاجزی اور نیاز پنھانی سے پکارتے ھو (اورکھتے ھو) اگرخدا ھم کو اس (تنگی) سے نجات بخشے تو ھم اس کے بھت شکر گزار ھوں، کھو که خدا ھی تم کو اس (تنگی) سے اور ھرسختی سے نجات بخشتاھے، پھر (تم) اس کے ساتھ شرک کرتے ھو"۔

"فَامَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلْلهُ رَبُّهُ فَا كُرَمَهُ وَنَعَّمَهُ ﴿ فَيَقُولُ رَبِّ آكُرَمَنِهِ ١٠ وَامَّا ابْتَلْلهُ فَقَدَر عَلَيْهِ رِزْقَهُ ﴿ فَيَقُولُ رَبِي آهَا نَيْ اللهُ فَا نَيْ اللهُ فَقَدَر عَمِهُ : " پس ليكن انسان جب اس كا رب اسے آزمائے، پهر اسے عزت بخشے اور اسے نعمت دے تو كہتا ہے ميرے رب نے مجھے عزت بخشی (15) ليكن جب وہ اسے آزمائے، اور اس پر اس كا رزق تنگ كردے تو كہتا ہے ميرے رب نے مجھے ذليل كرديا ہے (16)"۔

"فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ صُرُّ دَعَاتًا ٠٠ ثُمَّ إِذَا خَوَّلُنهُ نِعْبَةً مِّتَّا ٠٠ قَالَ إِثْمَا اُوْتِيْتُهُ عَلَى عِلْمِ ٠٠ كَلِيفِ وَلَكِنَّ اَكْثَرَهُمُ لَا يَعْلَمُونَ ١٠٠ (سوره زمر: 49) ترجمه: "جب انسان كو تكليف پهنچتى هے تو هميں پكارنے لگتاهے، پهر جب هم اس كو اپنى طرف سے نعمت بخشتے هيں تو كهتاهے كه يه تومجهے (ميرے) علم (ودانش) كے سبب ملى هے (نهيں) بلكه وه آزمائش هے ، مگر ان ميں سے اكثر نهيں جانتے "ملى هے (نهيں) بلكه وه آزمائش هے ، مگر ان ميں سے اكثر نهيں جانتے "وَمِنْهُمُ مِّنْ عُهِلَ اللهَ لَبِنُ التَّمَا مِنْ فَضَلِهُ لَنَصَّدَّقَ وَلَنَكُونَ مِنَ الصَّلِحِيْنَه ١٠٠ فَلَمَّ اللهُ لَبِنُ الْتِمَا مِنْ فَضَلِهُ لَنَصَّدَّقَ وَلَنَكُونَ مِنَ الصَّلِحِيْنَه ١٠٠ فَلَمَّ اللهُ لَبِنَ الْتَمَا مِنْ فَضَلِهُ لَنَصَّدَّ قَنَّ وَلَنَكُونَ مِنَ الصَّلِحِيْنَ ١٠٥ وَ 75) ترجمه: " اور أُن فَضَلِه بَخِلُو ابِهُ وَتَوَلُّوا وَهُمُ مُّ عُوضُونَ ٢٠٥" (سورة التوبه : 76 و 75) ترجمه: " اور أُن ميں بعض ايسے هيں جنهوں نے خداسے عهدكياتها كه اگر وه هم كو اپنى ميں بعض ايسے هيں جنهوں نے خداسے عهدكياتها كه اگر وه هم كو اپنى

مهربانی سے (مال) عطافرمائے گا تو هم ضرور خیرات کیا کریں گے اور نیکوکاروں میں هوجائیں گے، لیکن جب خدا نے ان کو اپنے فضل سے (مال) دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور (اپنے عہد سے) روگردانی کرکھے

رب تعالی ایسے ناشکرے اور بے ایمان لوگوں کو بڑی وضاحت کے ساتھ بتاتا ہے کہ ایک دن آئے گا جس میں باز پرس ہوگی، قیامت قائم ہوگی، اور جو قبروں میں سوئے ہوئے ہیں وہ اٹھیں گے، اور جو کچھ سینوں میں ہے اس کوبھی دیکھا جائے گا، وہ سب رب کے سامنے کھڑے ہوں گے، اس دن وہ جان لے گا کہ اس کا رب دوسروں سے زیادہ اس کی حالت سے باخبر ہے، وہ جانتاھے که کس نے کیا ناشکری کی ھے، اور کون کس انعام کا مستحق " وَلَإِنْ أَذَقُنْهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّاء مَسَّتُهُ لَيَقُولَنَّ هٰذَا لِي ٥٠ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَابِمَةً ٥٠ وَّلَإِنْ رُّجِعْتُ إِلَى رَبِّنَ إِنَّ لِيُ عِنْدَهُ لَلْحُسْنَى ﴿ فَلَنُنَبِّأَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا ﴿ وَلَنُذِيْقَتَّهُمْ مِّنَ عَنَابِغَلِيْظِ ١٥٥ " سوره فصلت: 50) ترجمه: "اور اگر تكليف پهنچنے كے بعد هم اس کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ھیں تو کھتاھے که یه تو میراحق تھا اور میں نھیں خیال کرتا که قیامت برپاھو، اور اگر (قیامت سچ بھی ھو اور) میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو میرے لیے اس کے ہاں بھی خوشحالی ھے، پس کافر جو عمل کیا کرتے ھیں وہ ھم ان کو ضرور جتائیں گے اور ان کو سخت عذاب کا مزا چکھائیں گے "۔

کیا و ه اس وقت کو نهیں جانتا که جو أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعُثِرَمَا فِي الْقُبُورِ ٥٠ | (مردے) قبروں میں ہیں وہ باہر نکال لیے

کیا وہ (دنیاکے بھکاوے میں آنے والا انسان) نھیں جانتاکہ جو کچھ قبروں میں ہیں (سب حساب وکتاب کے لیے) دوبارہ اٹھائے جائیں گے ، "إذا بُغثر" بیدار کرکے قبروں سے نکالاجائے ، کیا یه ناشکرا انسان جس نے مال و دولت کے پیچھے دل کھودیا ہے ، یہ نہیں جانتا کہ ایک وقت آئے گا کہ: جب قبریں پھٹ جائیں گی، اور آن قبروں میں مدفون لوگوں کو قبروں کی گھرائی سے نکالاجائے گا، جہاں وہ ان کےکھنے کے مطابق میٹھے نیند سوئے ہوئے تھے، سورہ یس آیت"52" میں فرماتاھے که: "قَالُوْا يُوَيُلَنَا مَنُ بَعَثَنَا مِنْ مَّرُقَدِنَا ﴿ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللَّهُ اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَّى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَّى اللَّهُ عَلَّى عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَّا عَلَى عَلَّى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَلَى اللَّهُ عَل ! کس نے همیں همارے سونے کی جگه سے اٹھادیا؟ " انھیں اچانک یاد آئے

كَا كُهُ دنيا مِينَ ايسا وعده دياكيا تها، " هٰنَ امَّا وَعَنَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْهُرْسَلُونَ " (يه وہ ھی ہے جو رحمان ذات نے وعدہ کیا اور رسولوں نے سچ کھا تھا) حقیت یہ ھے کہ: قیامت کا ذکر، ناشکروں اور دولت کے پجاریوں کے لیے تنبیه

> اور جوکچھ سینوں میں ہے ظاہر کر دیاجائے گا

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ١٠٠

جو راز اور اسرار دلوں میں چھپے ہوئے ہیں ان کو ظاہر کیا جائے گا، اور سارے راز کھل جائیں گے، یعنی جتنے بھی راز پوشیدہ ہوں گے سب کے سب اس دن ظاہرہوں گے اور اس کے بارے میں حساب و کتاب ہوگا۔ "يَوْمَ تُبُلَى السَّرَ آبِرُ ٥٠ (سوره طارق) اس دن سارے راز فاش هوں گے) يه مقام هے که: "فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشَفِقِيْنَ مِتَا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يُويُلَتَنَا مَالِ هٰنَا الْكِتْبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً إِلَّا ٱخْطِىهَا ۥ (سوره كهف: 49) ترجمه:" تو تم گنهگاروں كو ديكهو گے که جوکچھ اسمیں (لکھا) ہوگا اس سے ڈر رھے ہونگے اور کھیں گے: ھائے شامت، یه کیسی کتاب ھے که نه چھوٹی بات چھوڑتی ھے نه بڑی سب لکھ رکھاہے"۔

جس دن ہم ان کے لیے کتاب اور اعمال نامے نکالیں گے جو مکمل طور پر کھول دینے جائیں گئے ، یعنی: ان سے کوئی چیز پوشیدہ نھیں ہوگی، ہرچیز ان پر ظاہر کردی جائے گی ، اور ان سے کھاجائے گا : که اپنا نامه اعمال خود پڑهو: "وَكُلَّ اِنْسَانِ ٱلْزَمْنُهُ ظَيِرَهُ فِي عُنُقِهِ ٥٠ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيْمَةِ كِتْبَا يَّلْقُدهُ مَنْشُورًا ١٠٠٠

اِقْرَأُ كِتْبَكَ ۞ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۞ " (الاسراء: 14- 13) ترجمه: اور هم نے هرانسان کے اعمال کو (بصورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکادیاهے، اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائینگے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا (کھاجائیگا که) اپنی کتاب پڑھ لے ، تو آج اپنا محاسب خود ہی کافی

تم جوبهی کہو، یهاں وہ رب سے کچھ چھپا نھیں سکتا، یه دنیا کی طرح نھیں ھے، که اس کی زبان کچھ اور کھتی ھے ، اس کی آنکھیں کچھ اور دیکھتی ھیں، اس کے کان کچھ اور سنتے ھیں اور اس کے دل میں کچھ اور ھے، یه حال هے آج لوگوں کا، اسی لیے انہیں سکون نہیں هے، چونکه وہ هر وقت او ر ھر صورت حال میں ایک الگ شناخت اور شخصیت رکھتے ھیں، اسی لیے مکمل طور پر متزلزل ، الجهنوں میں الجهے هوئے اور پریشاں هیں۔







اِنَّ رَبَّهُ مُ رَهِمُ يَوْمَدِنٍ تَخْبِيُرُّ ١١

بیشک ان کارب اس دن آن کے متعلق یقینًا خوب خبر رکھنے والاھے

اس کے بندوں کا کوئی کام اس سے پوشیدہ نھیں ھے، ان کو ان کی اعمال کے مطّابق بدلہ دیا جائے گا، اللہ تعالّی ہمارے اعمال ّ اور افکار ونظریات پر مكمل آگاهي ركهتاهے ـ

"خبير" كا مطلب هے ظاهر اور باطن كا علم هونا، الله تعالى اس دنيا ميں بھی لوگوں کے معاملات سے باخبر ھے، البتہ قیامت کے دن یہ صفت "خبير" هونے كى سب پر ظاهر هوگى، كيونكه الله تعالى سب كچه جاننے والاهے، اس کی باز پرس بھی درست ھے۔

انسان کو معلوم هوناچاهیے که پوچهنے ، آزمایش اور حساب کا وه دن ضرور آئے گا ، که دلوں میں چھپے راز اور سینوں میں موجود ارادے ظاہر ہوں گے، اگر اس نے اپنی ناشکری کا اقرار نه کیا اور اپنے ارادے کو نه بدلا، اور اس کا ازاله نه کیا، تو قیامت کے دن اس کا سامنا رب العالمین سر هوگا۔ الله تعالى سے ڈر اور خوف

پہلی بات یہ که هم اپنے مهربان اللہ سے کیوں ڈریں؟ اللہ تعالی جو که کمال وجمال مطلق کا حامل ہے اورر رحیم و کریم ہے، اس سے توانسان کو محبت کرنا چاہیے ؟، جواب: انسان کا الله سے ڈرنے کی بنیاد کا خلاصه دوچیزوں میں کیا جاسکتاھے:

- 1 بعض اوقات انسان کا خوف ان فرائض اور ذمه داریوں کی وجه سے ھوتاھے جو اس کے کندھوں پر ھیں، اور ممکن ھے که اس کو پورا کرنے میں وہ کوتاہی کرے، نتیجتًا وہ خدا کی عدالت میں اس کا جوا ب نہیں دے سکے گا، اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاھی یا دوسروں کے حقوق کا احترام نہ کرنے کی صورت میں اسے سزادی جائےگی، یامحبوب کی نظروں میں اپنا مقام کھودے ، اسے اپنے گناهوں کا
- 2 بعض اوقات خوف الله کے مقام کی عظمت کو پھنچاننے اور خدا کے لامحدود اور عظیم الشان وجود کی طرف توجه کی وجه سے ہوتاہے، کبھی کبھی ملاقات کرنے والا اس کی شان وشوکت سے اس قدر متاثر هوتاهے که وه اپنے دل میں خوف محسوس کرتاهے، اس حدتک که وه بولتر وقت هكلاتاهر ، اور بعض اوقات اپنى بات بهى بهول جاتاهر، حالانکہ اس عظیم شخصیت کو اس سے اور سب سے بے پناہ محبت اور پیار ہوتاھے، اور اس سے کوئی غلط کا م بھی سرزد نھیں ہوا، اس قسم کا خوف عظمت کے ادراک کا عکس اور رد عمل ہے، یہ حالت





صرف ان لوگوں کو حاصل ہوسکتی ہے جو خدا کی پاک ذات کی عظمت اور خدا کے بلند مرتبه سے واقف هوں، اور جنهوں نے اس کے قریب هونے کی آنت کا مزہ چک لیا هو۔

قرآن کریم اس حالت کو علم ومعرفت والے بندوں کے لیے خاص قرار دیتاھے، "اِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمْوُ الْمُلَوُّ السوره فاطر آیت: 28) ترجمه: "خدا سے نو اس کے بندوں میں سے و هی ڈرتے هیں جو صاحب علم هیں، بیشک خدا غالب (اور) بخشنے والاھے " ـ

اُس قَسم کا خوف دنیاوی اور نفسانی اور خدا کے علم، قدرت اور حکمت کی معرفت سے پیدا هوتاهے۔

خوف الٰهي ، خواه وه بِهلتے معنى ميں هو يا دوسرے معنى ميں ، الله تعالى اور اس کے احکام اور مقام ومرتبه اور انسانی وجود میں ان حقائق سے متعلق امور کی یاد دہانی اور اس کی طرف مکمل توجه کا سب سے اہم عنصر ھے، اس وجه سے خوف خدا اور ڈر کا مقام دنیاوی غفلتوں ، انحر افات اور لغزشوں سے بچنے کے لیے سب سے قیمتی مظہر ہے، ایک وقت میں سچائی کی سمجھ کے ساتھ خوف انسانی وجود میں اندرونی اور روحانی خوشی کو ظاهر کرتاهر، اس خوف سر جو خوشی وابسته هر، و هی خوشی دنیا کے عظیم ترین شخصیت کے سامنے ہونے کی خوشی ہے، که دباؤ کے باوجود اس کی وجه سے ہونے والی موجودگی اور پریشانی کو کبھی فراموش نھیں کیا جائے گا، اور اسے ھمیشہ خوبصورت ترین لمحے کے طور پر یاد رکھا جائے گا، خوف اور غصہ ہروقت قابل مذمت اور تکلیف دہ نہیں ہے ، بلکه یہ تو قربت کا عامل، زیادہ محبت، آخرت کی سعادت اور نجات آور مستقبل قریب میں خوف سے نجات کی ضمانت بھی ھے۔

اگر انسان ایک طرف خدا کی عظمت وبزرگی اور دوسری طرف اپنی کوتاهیوں اور گناهوں کی وجہ سے خوف الٰہی تک نه پهنچ سکے، اور حقیقی معنی میں عاجزی اور خوف اس کے وجود میں غالب نه هو تو وه اپنی کوتاهیوں کو دور کرنے اور توبه کرنے کی کوشش نہیں کرے گا، قیامت کے دن وہ ایک افراتفری اور انتهائی خوفناک صورتحال سر دوچار هوگا، جس کی دہشت خدا کے سامنے ہونے کے خوف سے ہزاروں گنا زیادہ ہے۔

صدقالله العظيم وصدق رسوله النبي الكريم





Get more e-books from www.ketabton.com Ketabton.com: The Digital Library